مرثیہ:۵

درحالِ حضرت امام حسنؑ

۱

اخبارِ صادقینؑ سے ہوتا ہے یہ عیاں
اسما تھی ایک زوجۂ شہزادۂ زماں
اس کی طرف سے رہتے تھے مولا جو بدگماں
کہتے تھے لوگ اس کا بتادیجیے نشاں
فرماتے تھے گریز نہیں ہے ممات سے
قطعِ حیات ہے میری بس اس کے ہاتھ سے

۲

آخر ہوا وہ کہتے تھے جو شاہِ نامدار
شہد ورطب میں زہر دیا اس نے تین بار
دردِ شکم سے رہتے تھے نالاں و بےقرار
سوسوطرح کے رنج تھے اورایک جانِ زار
کیا بے کسی تھی راحتِ جانِ بتولؑ پر
جا جا کے لوٹتے تھے مزارِ رسولؐ پر

۳

مصروف تھے عبادتِ خالق میں صبح وشام
گھر سے کہیں نہ جاتا تھا شہزادۂ انام
یثرب میں اک مکاں تھا بنَا کردۂ امام
منظور ہوگیا شبِ رحلت وہیں قیام
رشکِ بہشت و غیرت باغِ جناں ہوا
اس شب کو وہ مکان توبس لامکاں ہوا

۴

پڑھ کر نمازِ شب کو جو سوئے شہِ امم
اسما نے پھر ملادیا پانی میں لا کے سم
زینبؑ کو چونک کر یہ پکارے بصد الم
بہنا ابھی گلے سے لگے تھے نبیؐ کے ہم
رقت یہ تھی کہ اشکوں سے تر روئے پاک تھا
محبوبِ کبریا کا گریبان چاک تھا

۵

نانا گلے لگا کے یہ کہتے تھے باربار
اے بےکس وغریب حسنؑ میں ترے نثار
پھرتے تھے میرے گرد علیؑ کو نہ تھا قرار
اماں بلائیں لے لے کے کرتی تھیں مجھ کو پیار
پوچھا جو میں نے آپؐ کا کیوں رنگ زرد ہے
روکر کہا کہ آج کلیجے میں درد ہے

۶

دوڑی جنابِ زینبؑ بےکس برہنہ پا
دیکھا کہ لُوٹتے ہیں بچھونے پہ مجتبیٰؑ
بولی یہ سر کو پیٹ کے وہ غم کی مبتلا
ہئے ہئے بہن نثار ہو بھیا یہ کیا ہوا؟
کیا پھر کسی نے زہردَغا سے پلا دیا
کس نے مرے کلیجے پہ خنجر پھرادیا

۷

فرما کے یہ حسنؑ نے اٹھایا زمین سے جام
پایا درست اس کو جو تھا مہر کا مقام
تھوڑا سا پانی پی کے پکارا وہ تلخ کام
دوڑو بہن کہ کام ہمارا ہوا تمام
یہ کہتے کہتے زرد رخِ پاک ہوگیا
چلّاتے تھے کہ ہائے جگر چاک ہوگیا

۸

تکیے لگائے اہل حرم نے اِدھر اُدھر
بازو کو کوئی تھامتی تھی اور کوئی سر
فرمایا طشت لاؤ ہوا زہر کا اثر
رہ رہ کے کاٹتا ہے کوئی تیغ سے جگر
سینے سے منھ میں ٹکڑے کلیجے کے آتے ہیں
نانا بلا گئے تھے سو دنیا سے جاتے ہیں

۹

زینبؑ نے جلد لا کے رکھا سامنے لگن
ہاتھوں سے دل پکڑ کے جھکے سرورِ زمنؑ
آئی جو قے تو کانِ جواہر بنا دہن
الماس کھا کے لعل اگلنے لگے حسنؑ
رنگِ زمردی کا سبب سب عیاں ہوا
معراج کی حدیث کا مطلب عیاں ہوا

۱۰

فضہ نے جا کے دی شہہ ذی جاہ کو خبر
دارِ فنا سے آپ کے بھائی کا ہے سفر
دوڑے حسینؑ چاک گریباں برہنہ سر
دیکھا تڑپ رہے ہیں شہنشاہِ بحر و بر
گرنے لگے زمیں پہ جگر غم سے پھٹ گیا
پھیلا کے ہاتھ بھائی سے بھائی لپٹ گیا

۱۱

دکھلا کے طشت بنتِ علیؑ نے کیا مقال
قربان جاؤں دیکھو یہ ہے مجتبیٰؑ کا حال
امید اب نہیں کہ بچے فاطمہؑ کا لال
فریاد ہے تباہ ہوئی مصطفیٰؐ کی آل
اک آن درد سے نہیں بھائی سنبھلتے ہیں
رہ رہ کے اب کلیجے کے ٹکڑے نکلتے ہیں

۱۲

بھائی کا حال دیکھ کے اٹھا جگر میں درد
لوٹے زمین پہ گر کے بھری گیسوؤں میں گرد
تر تھا بدن پسینے میں اور ہاتھ پاؤں سرد
اِن کا تو رنگ سبز تھا اور اُن کا رنگ زرد
رعشہ تھا تن میں آنکھوں سے آنسو نکلتے تھے
جُھک جُھک کے منھ کو بھائی کے قدموں سے مَلتے تھے

۱۳

ہر دم لپٹ کے بھائی سے باچشم اشک بار
چلّاتے تھے کہ آپ کی غربت کے میں نثار
شبرؑ گلے کو چوم کے کہتے تھے بار بار
میں تجھ پہ صدقے اے مرے نانا کے یادگار
مجھ سے زیادہ ظلم و ستم تم پہ ہوئیں گے
ہم قبر میں تمہاری مصیبت پہ روئیں گے

۱۴

بھائی تمہاری گود میں نکلے گا میرا دم
تم دو گے ہم کو غسل و کفن جب مریں گے ہم
ہو گا تمہارے پاس نہ کوئی بجز اَلَم
قاتل سرہانے ہوئے گا یا خنجرِ دو دَم
شبرؑ تو بعد مرگ کے راحت سے سوئے گا
لاشہ تمہارا گھوڑوں سے پامال ہوئے گا

۱۵

مَرتا ہوں میں وطن میں پہ تم ہو گے بے وطن
مرنے کے بعد بھی نہ ملے گا تمہیں کفن
پالو گے تم یتیموں کو میرے بصد محن
بچے تمہارے ہوئیں گے دربستۂ رسن
جائیں گے اہل بیت نبیؑ شہرِ شام میں
سر ننگے ہوں گی بیبیاں بلوائے عام میں

۱۶

کوزہ اٹھا کے بولے حسینِؑ فلک جناب
دیکھوں تو پی کے میں کہ یہ ہے کس طرح کا آب
بھائی سے لپٹی دوڑ کے زینبؑ جگر کباب
تھاما حسنؑ نے دستِ برادر بصد شتاب
جلدی سے پی نہ لے یہ قلق تھا امام پر
اک ہاتھ تھا کلیجے پہ اک ہاتھ جام پر

۱۷

کوزے کو لے کے بھائی سے پھینکا بروئے خاک
اتنی زمین ہوگئی گرتے ہی چاک چاک
رو کر کہا کرو گے اگر آپ کو ہلاک
کیوں کر پلیں گے میرے یتیمانِ دردناک
تم آبِ تیغ پی کے زمانے سے جاؤ گے
دو دن کی پیاس خنجرِ کیں سے بجھاؤ گے